www.rahimia.org

ماہنامہ
رحیمیہ لاہور
شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

بانی: حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ
مسند نشین رابع خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

مدیر اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبد الخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابعؒ

مجلس ادارت
سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبد المتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

جولائی 2017ء / شوال المکرم 1438ھ جلد نمبر 9 ، شمارہ نمبر 7 - قیمت: 20 روپے سالانہ ممبر شپ: 200 روپے - تین سالہ ممبر شپ: 500 روپے

حُسنِ ترتیب

- اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اُسی سے مدد مانگنا
- روزے کے مقاصد
- مسلم اُمہ کا موہوم تصور اور فرسودہ طبقے
- اعمال پر اُبھارنے والے خیالات کے اسباب
- مولانا یعقوبؒ کا خواب اور حضرت نانوتویؒ کی تعبیر
- بجٹ 18-2017ء
- امریکی صدر کا پہلا بین البراعظمی 9 ملکی وضاحتی دورہ
- رمضان المبارک کے اجتماعی ماحول کی برکتیں
- دینی نظام کی دو اَساسیات
- حلال کمائی
- مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ
- خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ رُشد و ہدایت کا مرکز
- حضرت رائے پوریؒ؛ ایک ہندو پولیس افسر کے تأثرات
- مشائخ رائے پور اور ماہِ رمضان کی امتیازی شان
- دینی مسائل

ارشادِ گرامی

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد القادر رائے پوری قدس سرہ
مسند نشین ثانی خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

’’ہاں! مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ مولوی عبید اللہ صاحب (سندھیؒ) سے مکہ معظمہ میں ملنا ہوا تو میں نے یہ بھی دریافت کیا کہ: ’’یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسنؒ) پر آپ کا اثر تھا، یہ کیا بات تھی؟‘‘

اس پر مولوی (عبید اللہ سندھی) صاحب مرحوم رو پڑے اور فرمایا کہ:

’’میرا اثر کیا ہوتا! خدا کی قسم! اگر مجھے اب بھی یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت شیخ الہندؒ میرے کام سے ناراض ہیں یا خوش نہیں تو باوجود اس پختگی کے جو میں نے بیان کی، میں فوراً اس کام سے رُک جاؤں۔ اس لیے میں اسے چھوڑ کر اَور (دوسری) کسی طرف توجہ نہیں کر سکتا۔‘‘

(مجلس ۱۰ ر رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ/ 8 راگست 1946ء، مقام: رائے پور)

(ارشاداتِ حضرت شاہ عبد القادر رائے پوری، ص 35-134 طبع: رحیمیہ مطبوعات، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

رحیمیہ ہاؤس، 33/A کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
0092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org
رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

رقومات کی ترسیل بنام ’’ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ ٹرسٹ لاہور‘‘ اکاؤنٹ نمبر 0010030341820010 الائیڈ بینک مزنگ چونگی برانچ لاہور، برانچ کوڈ 0533

www.rahimia.org

درسِ قرآن

تفسیر: شیخ التفسیر حضرت مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اُسی سے مدد مانگنا

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (4:1)

(تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

سورت الفاتحہ کی اس آیت میں پانچواں بنیادی اساسی اصول مسلمانوں کے دل و دماغ میں یہ راسخ کیا جارہا ہے کہ اللہ کے لیے عبدیت اختیار کرنے اور تمام کاموں میں اُسی سے مدد طلب کرنے کو اپنا فکر وعمل بنائیں۔ اس سورتِ مبارکہ کے نصف اوّل میں چار بنیادی اصولوں کی روشنی میں کائنات میں جاری اللہ تعالیٰ کے عالم گیر نظام پر پختہ یقین اور اعتماد پیدا کرنے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسانوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اُسی کی عبادت کریں اور اپنے تمام کاموں میں اُسی سے مدد چاہیں۔ چناں چہ کائنات میں جاری اللہ تعالیٰ کے ان چار صفات کے سبب اُسی ذاتِ واحد کی عبدیت کا اعلان کیا جائے، اور اُسی سے مدد طلب کی جائے۔

اس آیت کا مطلب واضح کرتے ہوئے مولانا عبیداللہ سندھیؒ لکھتے ہیں: ''ساری کائنات پر اس کی ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کے نقطۂ نگاہ سے نظر ڈالو اور فرد، خاندان، قوم، بین الاقوامی اجتماع اور انسانیت عامہ میں ان صفات کے ظہور وعمل پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل وعمل میں کوئی عیب نظر نہیں آتا اور اس ذات والا صفات (جامع صفات والی ذات) کی ہر لحاظ سے تعریف کرنی پڑتی ہے۔ ان صفات کا تصور انسان میں "اِخبَاتْ" کا گہرا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور وہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے: ''تیری ہی ہم بندگی کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔... یعنی ہم تیری ہی حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ تیری کتابِ دستور ''قرآن حکیم'' کے کسی حکم سے سرتابی نہیں کریں گے۔''

اللہ کے لیے ''عبدیت'' اختیار کرنے کا یہ جامع مفہوم ایک مسلمان سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام اوقات اللہ کا عبد اور بندہ بن کر گزارے۔ اللہ نے جو عبادات مقرر کی ہیں، انھیں بھی پورے خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرے۔ اور سیاست، معیشت، تہذیب وآداب کے حوالے سے انسانی سوسائٹی کی فلاح و بہبود کے جو قوانین اور احکامات اُس نے دیے ہیں، اُن پر بھی پوری ذمہ داری کے ساتھ عمل کرے۔ صرف یہ نہیں کہ نماز روزہ جیسی عبادتیں تو اللہ کے لیے ہوں اور خرید وفروخت کا معاشی نظام اور حکومت وسیاست کا نظام غیر اللہ کے قوانین و احکامات کے مطابق ہو۔ جیسے نماز پڑھنا عبادت ہے، ایسے ہی مسلمانوں کے معاشرے میں دینی احکامات کو غالب کرنے کی سیاست کرنا بھی عبادت ہے۔ اور بازار میں اسلام کے معاشی نظام کے مطابق عدل ومساوات کے اصول پر خرید وفروخت کرنا بھی عبادت ہے۔

اس طرح انسانیت کے فائدے کے حوالے سے یہ ایک اساسی اصول ہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبدیت اور اس کے سامنے مکمل سپردگی اور اطاعت کا اعلان کرے اور اپنی زندگی کے تمام انفرادی اور اجتماعی کاموں کی تکمیل کے لیے صرف اُسی سے ہی مدد طلب کرے۔ یہ اصول اس حقیقت کی نشان دہی کرتا ہے کہ اللہ کی غلامی کے بجائے اپنے جیسے انسانوں کی غلامی اختیار کرنا اور اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے خداؤں سے مدد طلب کرنے کی سوچ قطعاً غلط ہے۔ اس اصول کے ذریعے سے ایسے تمام افکار وخیالات کارڈ کیا جارہا ہے اور اللہ کے سامنے اپنی سپردگی کا اعلان کیا جارہا ہے۔

درسِ حدیث

تشریح: مولانا ڈاکٹر محمد ناصر، جھنگ

روزے کے مقاصد

عَنْ اَبِیْ عُبَیْدَہؓ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

''الصِّيَامَ جُنَّةٌ مَالَمْ يَخْرِقُهَا.'' (سنن نسائی، حدیث نمبر 2235)

(حضرت ابوعبیدہؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے، جب تک وہ اسے پھاڑ نہ ڈالے۔'')

یہ حدیث مبارکہ آغازِ رمضان میں جس طرح رہنمائی کا کام دیتی ہے اسی طرح رمضان کے بعد بھی آئندہ کا راہِ عمل متعین کرنے میں مددگار ہے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق روزہ گناہوں سے گریز میں مددگار ہوتا ہے۔ مگر یہ مقصد ان روزہ داروں کو حاصل ہوتا ہے جو رمضان کے روزوں اور دیگر عبادات کے ذریعے اپنی بُری عادات کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے بہکاوے سے دور لے جاتے ہیں اور رمضان کے بعد اس کیفیت کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر دورانِ رمضان یا بعد از رمضان گناہوں سے گریز کی طرف روزے دار کا دھیان نہ رہے تو پھر روزے کے فوائد سے انسان محروم ہوسکتا ہے۔

یکم شوال سے عملی زندگی کے نئے سفر کا آغاز اس عہد کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے کہ رمضان المعظم میں جن گناہوں سے بچنے کی ریاضت کی گئی ہے، اب اسے آئندہ رمضان تک بہرِصورت جاری رکھنا ہے اور عبادات کا تسلسل ممکنہ حد تک قائم رکھنا ہے۔ اور اس محنت اور مشقت سے جو فکر وعمل میں تبدیلی اور تحریک پیدا ہوئی ہے، اسے پہلے سے زیادہ قوت اور ہمت سے لے کر چلنا ہے کہ رمضان میں بھوک، پیاس، بے خوابی، نقاہت اور تلاوت وعبادت میں مشغولیت کی وجہ سے دینی دعوت وعمل تمام تر پہلوؤں کے ساتھ جاری رکھنا ممکن نہ تھا، مگر اب سہولت اور مواقع زیادہ ہیں۔ چوں کہ روزے کا اہم مقصد قرآن نے حصولِ تقویٰ بتایا ہے اور پیرانِ پیر شیخ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ تقویٰ کا معنی عدل واحسان کا نظام قائم کرنا بتاتے ہیں۔ اس لیے بعد از رمضان سال بھر قیامِ عدل کی متنوع ذمہ داریوں میں مشغول ہو جانا اس سفر کا تسلسل جاری رکھنے کا بہترین طریقہ ہے۔ یہ اہم ترین دینی مقصد بھی ہے اور عصری تقاضا بھی ہے۔ اگر اس راہ پر آئندہ زندگی میں استقامت نصیب ہو جائے تو روزے دار کے لیے یہ بڑی سعادت کا مقام ہے۔ فکر وعمل کا یہ تسلسل انفرادی زندگی میں بے شمار نتائج کے ظہور کے ساتھ معاشرتی عدل قائم کرنے میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے کہ روزے کے حقیقی نتائج نفس کی بے جا خواہشات کا کنٹرول اور شیطان کا مقابلہ ہے اور غزوۂ بدر و فتح مکہ کا رمضان میں ہونا اس امر کی نشان دہی کرتا ہے کہ روزے کا ایک اہم مقصد ظلم پسند اور ظلم پرور قوتوں کی سرکوبی اور ان کے باطل نظام کو توڑ کر نظامِ عدل کا قیام ہے۔ تقوے کا اہم ہدف عدل واحسان اور حقوقِ انسانی کے نظام کا قیام ہے۔ اس سے مؤمن کی اپنی زندگی راہِ شریعت پر گامزن ہونے کے ساتھ دیگر انسانوں کے حقوق کے قیام کا باعث بنتی ہے۔

www.rahimia.org

اداریہ

مسلم اُمہ کا موہوم تصور اور فرسودہ طبقے

بعض خواہشات بہت اچھی ہوتی ہیں، لیکن زمانے کی حقیقتیں انھیں ردّ کر دیتی ہیں۔ کیوں کہ اس مادی دنیا میں خواہش اور خواب کے ساتھ اگر عمل، جدوجہد اور زمانی حقیقتوں کا ادراک نہ ہو تو خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوتے۔ انھیں خوابوں میں سے ایک خواب مسلم اُمہ کے اتحاد یا پوری دنیا کے مسلمانوں کی ایک ایسی عالمی حکومت ہے، جس کا ڈنکا پوری دنیا میں ہر چہار سُو بجتا ہو اور دنیا کے کونے کونے میں اس کا طُوطی بولتا ہو۔ اور پھر اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے پوری دنیا کے مسلمان جہاں اپنے حکمرانوں سے بالعموم توقعات رکھتے ہیں، وہاں وہ مقدس سرزمین حجاز کے حکمرانوں سے بالخصوص امیدیں لگائے رہتے ہیں کہ اس فریضے کو وہ وقت اور موقع آنے پر ضرور سرانجام دیں گے۔ ہمیں اس خواہش کے پیچھے مسلمانوں کے کارفرما جذبات کی پوری پوری قدر ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں چند عصری حقیقتوں کا ادراک بھی کرنا ہوگا کہ ہماری خواہش اور زمانے کے تقاضوں میں کتنی مطابقت ہے۔

ہمیں جذبات سے بالاتر ہو کر غور کرنا چاہیے کہ کیا یہ دور کسی ایک بین الاقوامی حکومت کا دور ہے؟ اس سلسلے میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں: ''یہ قومی حکومتوں کا دور ہے۔ اس دور میں ایک مسلمان قوم کسی دوسری مسلمان قوم کی حکومت قبول کرنے کو تیار نہیں۔... مسلمانوں کی نجات اب اس میں ہے کہ پہلے تو وہ اپنے اپنے علاقوں میں آزاد ہوں۔... اس وقت تو مقدم یہ ہے کہ ہر ملک آزاد ہو۔ اسلامی بین الاقوامیت اس کے بعد کی چیز ہے۔'' (شعور و آگہی)

اس وقت کم و بیش پوری مسلم دنیا نام نہاد آزادی حاصل کرنے کے باوجود استعمار کے چنگل میں بُری طرح پھنسی ہوئی ہے۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد استعمار نے دنیا کے بعض اہم حصوں کے جغرافیے کو اپنی ضروریات کے مطابق ازسرِنو ترتیب دیتے ہوئے اپنی مرضی کے خاندانوں کو عوام پر مسلط کیا، تاکہ بہ وقتِ ضرورت ان کو اپنے مفادات کے لیے استعمال کیا جا سکے۔ اگر ہم انصاف پسندی سے مسلمان ملکوں پر مسلط حکمرانوں، نام نہاد مذہبی اور سیاسی رہنماؤں کا جائزہ لیں تو کیا وہ مسلم اُمہ کے جمہور عوام کے ترجمان بننے کے لائق ہیں؟ کیا ان کے دل اپنے عوام کے ساتھ دھڑکتے ہیں؟ یا وہ عالمی استعماری نظام کے نمائندوں کی چاکری میں اپنی بقا کا راز تلاش کر چکے ہیں۔ مسلمان معاشروں کے شاہی خاندان، سرمایہ دار حکمران، صنعت کار و جاگیردار سیاست دان اور مذہب کے نام پر سیاست کرنے والے مذہبی رہنما، یہ وہ فرسودہ اور ناکارہ طبقے ہیں جو اسلام اور مسلم امہ کے نام کو استعمال کر کے اپنے جمہور عوام کو دھوکا دے رہے ہیں۔

جب کوئی طبقہ فرسودہ اور ناکارہ ہو جائے تو وہ معاشرے میں نئی تبدیلیوں اور تشکیلِ نو میں رہنمائی کے قابل نہیں رہتا۔ البتہ اپنی بقا کی جنگ میں اپنے ہی ملک، معاشرے اور عوام کے خلاف استعماری قوتوں کے لیے بہ طور آلہ کار ضرور استعمال ہوتا ہے اور صدیوں سے معاشرے میں حاصل اپنی حیثیت اور تقدس کو بچانے کے لیے قیادت کے منصب سے سامراجی سہاروں کے باعث ناحق چمٹا رہتا ہے۔ اور سامراج کا مفاد بھی اسی میں ہوتا ہے کہ وہ انھیں فرسودہ اور ناکارہ طبقوں کو ملک و قوم پر مسلط رہنے میں مدد دے اور معاشرے میں ابھرتی ہوئی نئی اور حقیقی عوامی قوتوں کے خلاف ان فرسودہ طبقوں کو کُمک فراہم کرتا رہے۔ استعمار مسلم امہ کے ایسے تصور کو سپورٹ کرتا ہے، جس میں دنیا بھر کے غلام اکٹھے ہو کر آقا کے مفادات کا تحفظ کریں۔ کم و بیش آج مسلم دنیا کے معاشرے اسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔

مسلم اُمہ کے نام پر اپنے ہی مفادات کے محافظ حکمران طبقے اور مذہبی قوتیں اگر مسلم اُمہ کا اتنا ہی درد رکھتے ہیں تو پھر یہ اپنے قومی سطح کے نظاموں میں ایسی جوہری تبدیلیاں کیوں نہیں لاتے، جس سے ان کے اپنے جمہور عوام آسودہ، خوش حال اور انصاف سے مالا مال ہوں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک فریب ہے، جس کے ذریعے اسلام، عوام، ملک اور معاشروں کے ساتھ بہت ہی بھیانک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اب نئے دور میں یہ پُرانے فرسودہ طبقے اس قابل نہیں کہ اپنے عوام اور معاشروں کو زوال سے نکال سکیں۔

مسلم دنیا کی آرزوؤں کے مرکز حجاز و سعودیہ عربیہ میں امریکی صدر کے اپنے دورِ اقتدار کے پہلے دورے نے جہاں یہ ثابت کر دیا ہے کہ ابھی بھی دنیا ''جس کی لاٹھی اس کی بھینس'' کے اصول پر چلائی جا رہی ہے۔ امریکا اپنی لاٹھی سے جدھر چاہتا ہے، مسلمان حکمرانوں کو ہانکتا ہے اور وہ باجماعت مؤدب ہو کر کورنش بجا لاتے ہیں۔ وہاں دوسری بات یہ بھی ثابت ہو گئی کہ پوری مسلم دنیا میں سعودی شاہی خاندان کی عقیدت پیدا کرنے اور برقرار رکھنے کے لیے مذہبی رہنما جو سال ہا سال سے خدمت سرانجام دے رہے ہیں، اور تحفظِ حرمین پر بچہ بچہ کے کٹ مرنے کے سلوگنوں کو نظر انداز کرتے ہوئے شاہی خاندان نے نہ صرف اپنے مفادات، اقتدار کی بقا کے اصولوں پر امریکی صدر کو ڈیل کیا، بلکہ مسلم دنیا کے حکمرانوں کو اپنا قبلہ سیدھا رکھنے کے لیے مشورہ دیتے ہوئے سعودی وزیرِ خارجہ عادل بن احمد الجبیر نے کہا کہ: ''یہ اسلامی دنیا کے لیے بہت بھرپور پیغام ہے کہ امریکا اور مغرب آپ کے دشمن نہیں ہیں۔ اور یہ مغرب کے لیے بھی بھرپور پیغام ہے کہ اسلام آپ کا دشمن نہیں ہے۔''

پاکستان میں امریکی اور مغرب دشمنی کا محض نعرہ لگانے اور تحفظِ حرمین کا سعودی حکومت سے ٹھیکہ لینے والی جماعتیں سعودی امریکی دوستی پر کیا فرماتی ہیں؟ اور اسی طرح پاکستان میں توحیدِ خالص کا درس دینے والی سعودی عرب کی ہم نوا مذہبی جماعتیں سعودی دارالحکومت ریاض میں واقع سب سے بڑی شاہراہ کا نام ڈونلڈ ٹرمپ سے منسوب کرنے اور اس شاہراہ کے شروع میں ٹرمپ کی شکل کا ایک مجسمہ لگانے اور امریکا میں واقع مشہور ''مجسمہ آزادی'' کا ایک چھوٹا سا ہم شکل سونے، ہیرے اور جواہرات سے تیار شدہ، جسے ایک خاص سعودی طیارے کے ذریعے وائٹ ہاؤس منتقل کیا جائے گا، کے بارے کیا سوچ رہی ہیں!؟؟

آج کی مسلم دنیا کو ایک نئی قیادت کی ضرورت ہے۔ جو جدید عہد کے جمہوری اور قومی تقاضوں کو سمجھتے ہوئے پہلے اپنے اپنے ملکوں میں آزاد اور خود مختار قومی حکومتوں کے ذریعے اپنے وقار کو بحال کرے۔ (مدیر)

www.rahimia.org

افکار امام شاہ ولی اللہ دھلویؒ

اعمال پراُبھارنے والے خیالات کے اسباب

مترجم: مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری

برعظیم پاک و ہند کی عظیم ترین شخصیت حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اٹھارہویں صدی عیسوی میں انقلابی افکاراور تعلیمات انسانیت کے سامنے پیش کیے ہیں۔ دوسرے ہجری ہزارے میں دین حق کی سچی تعلیمات پر مبنی اُن کے بیان فرمودہ افکارِ عالیہ آج بھی اپنے اندر تازگی رکھتے ہیں۔ یہ افکارِ عالیہ نئی سیاسی، سماجی اور معاشی تشکیل کے لیے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ مترجم

امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ "حُجّةُ اللّٰہِ البالغه" میں فرماتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ اُن خیالات کے بھی کچھ اسباب ہوتے ہیں، جنھیں انسان اپنے دل ودماغ میں پاتا ہے اور جن کے سبب سے وہ عمل کرتا ہے۔ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کا طریقۂ کار (کہ ہر چیز کا کسی نہ کسی سبب سے ہونا) تمام واقعات کے ضمن میں پایا جاتا ہے۔ غور وفکر اور تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ (انسان کے دل ودماغ میں خیالات کی پیدائش کے) اسباب درجِ ذیل ہیں:

(1) سب سے بڑا سبب انسان کی وہ "جبلت" ہے، جس پر اُسے پیدا کیا گیا ہے۔ (انسانی جبلت کی گزشتہ بیان کردہ آٹھ اقسام پیشِ نظر رہنی چاہئیں۔) جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس حدیث میں بیان کیا ہے، جو ہم نے اس سے پچھلے باب میں بیان کی ہے۔ (اس حدیث میں آپ ؐ نے فرمایا: "جب تم سنو کہ کسی پہاڑ نے اپنی جگہ بدل لی ہے، تو اُس کی تصدیق کر دو۔ اور جب یہ سنو کہ کسی آدمی کی جبلت بدل گئی تو اُس کی تصدیق مت کرو۔ اس لیے کہ وہ اپنی فطری جبلت کے مطابق ہی عمل کرے گا۔" مشکوٰۃ، حدیث 123)

(2) انسان کا وہ طبعی مزاج جو اُس کے گرد وپیش میں موجود تدبیری نظام کے سبب بدلتا رہتا ہے۔ جیسا کہ کھانے پینے کے طور طریقے وغیرہ۔ جیسا کہ:

(۱) بھوکے آدمی میں کھانے کی طلب کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

(۲) پیاسے آدمی میں پانی کی طلب کا خیال رہتا ہے۔

(۳) جنسی خواہش سے مغلوب آدمی مخالف جنس سے تعلق کا تقاضا رکھتا ہے۔

بسا اوقات انسان ایسی غذا کھاتا ہے، جو اُس میں شہوت کی قوت کو بڑھاتی ہے تو وہ عورتوں کی طرف میلان کے خیالات رکھتا ہے۔ اس کے دل میں عورتوں سے متعلق باتوں کے خیالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ خیالات اس کو شہوت سے متعلق بہت سے افعال پر اُبھارتے ہیں۔

بسا اوقات ایک انسان بہت بھاری غذا کھاتا ہے، جس سے اُس کا دل سخت ہوجاتا ہے۔ اور وہ کسی انسان کے قتل کی جرأت کر بیٹھتا ہے۔ وہ ایسی حالت میں بھی غصے کا اظہار کرتا ہے، جہاں عام طور پر کوئی دوسرا انسان ایسا غصہ نہیں کرتا۔

پھر یہ دونوں طرح کے انسان اگر روزے اور رات کی عبادت کر کے اپنے نفس میں پیدا ہونے والے خیالات کو ریاضت کے ذریعے ختم کرلیں، یا ایسے انسان اگر پہلے جوانی کی حالت میں تھے اور پھر ان پر بڑھاپا آجائے، یا ان (شہوت کے رسیا اور غصے والے) انسانوں پر کسی شدید مرض کا حملہ ہوجائے تو ایسے افراد کی حالت عام طور پر بدل جاتی ہے۔ ان کے دلوں میں نرمی پیدا ہوجاتی ہے اور ان کے نفوس میں عفت وعصمت کے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔ اسی لیے بوڑھوں اور نوجوانوں کے لیے شرعی حکم کے حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی اکرمؐ نے روزے کی حالت میں بوڑھے کو اپنی بیوی کا بوسہ لینے کی رخصت دی ہے، جب کہ نوجوان کے لیے اس طرح کی اجازت نہیں ہے۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کی حالت میں بیوی کے ساتھ بوس وکنار کے بارے میں سوال کیا تو آپ ؐ نے اس کو اجازت دے دی۔ ایک دوسرے آدمی نے آکر ایسا ہی سوال کیا تو آپ ؐ نے اُسے منع فرمادیا۔ جسے اجازت دی گئی تھی، وہ بوڑھا تھا اور وہ جسے روکا گیا تھا، وہ جوان تھا۔ ابوداؤد، مشکوٰۃ، حدیث نمبر 2006، باب تنزیہ الصوم)

(3) انسان میں خیالات کی پیدائش کا تیسرا سبب اُس کی عادات اور گرد وپیش کی مانوس چیزیں ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ آدمی جس چیز کے ساتھ زیادہ مانوس اور تعلق رکھتا ہے، اس سے متعلق شکلیں اور صورتیں اُس کے دل کی تختی پر نقش ہوجاتی ہیں تو عام طور پر انسان کے خیالات ایسی صورتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

(4) انسان کا نفسِ ناطقہ (روح) بعض اوقات اپنی بہیمیت کی قید سے آزاد ہوجاتا ہے اور ملاءِ اعلیٰ کے بلند مقام سے کچھ نورانی کیفیات سے استفادہ کرنا اس کے لیے آسان بنا دیا جاتا ہے۔ یہ نورانی کیفیات کبھی تو اُنس وطمانیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور کبھی کسی کام پر پختہ عزم اور ارادے سے متعلق ہوتی ہیں۔

(5) بعض کمینہ خصلت انسان شیاطین سے متأثر ہوجاتے ہیں اور اُن کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ بسا اوقات اس طرح کے شیطانی خیالات اُن میں بُرے خیالات وافعال کا سبب بنتے ہیں۔

یہ بھی جاننا چاہیے کہ انسانوں کو جو خواب نظر آتے ہیں، اُن کا معاملہ بھی خیالات ہی کی طرح کا ہوتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ خواب انسانی روح دیکھتی ہے اور نیند کی حالت میں اس کے سامنے یہ خیالات ایک خاص شکل وصورت لیے ہوئے ظاہر ہوتے ہیں۔

امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں:

"خوابوں کی تین قسمیں ہیں:

(۱) انسان کی اپنی خیالی باتیں

(یعنی انسان دن بھر جو کچھ سوچتا ہے، وہی خواب میں نظر آتا ہے۔)

(۲) شیطانی خیالات اور اُن سے خوف زدہ ہونا۔

(۳) اللہ کی طرف سے خوش خبری۔"

(باب فی أسباب الخواطر الباعثة علی الأعمال)

www.rahimia.org

مولانا یعقوبؒ کا خواب اور حضرت نانوتویؒ کی تعبیر

مولانا مفتی عبدالقدیر، چشتیاں

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیو بند کو اللہ تعالیٰ نے علومِ نبوت میں بہت بصیرت عطا فرمائی تھی۔ جس سے وہ خوابوں کے اشارات و رموز بھی بہ آسانی سمجھ جاتے تھے۔ درجِ ذیل واقعہ اس علم میں ان کی مہارت پر روشنی ڈالتا ہے:

مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے خواب دیکھا کہ وہ صبح کی نماز کے لیے گھر سے نکلے۔ ایک بہت بڑا دُنبہ جو گائے کے برابر ہو، ان کے مدِمقابل آیا۔ تو مولاناؒ نے اس کے سینگ پکڑ لیے۔ اب کبھی وہ ریلتا ہے تو یہ پیچھے ہٹتے ہیں۔ اور یہ کبھی یہ ریلتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹتا ہے۔ اسی مقابلے میں اس نے مولاناؒ کے سینگ مارا تو مولاناؒ کی بائیں ران میں لگا اور ایک قطرہ خون کا نکلا۔ یہ خواب دیکھا۔

حضرت نانوتویؒ صبح کو خواب کی تعبیر دیا کرتے تھے۔ وہ بھی حاضر ہوئے اور کہا کہ بھائی صاحب! میں نے یہ خواب دیکھا۔ تو حضرتؒ نے اپنے اصول کے مطابق فرمایا: ''موت کو (قیامت میں) دُنبے کی شکل دی جائے گی۔ تو موت سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ کبھی تم اسے ہٹا دیتے ہو، کبھی وہ تمھیں ہٹا دیتا ہے۔'' جو سینگ بائیں ران پر لگا اور قطرہ خون کا نکلا، اس کے بارے فرمایا کہ: ''عرب کا محاورہ ہے کہ جدی رشتوں کو ''بطن'' سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی یہ پیٹ کا رشتہ ہے اور جو چچا تایا کی اولاد ہے، ان کو ''افخاذ'' سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی یہ ران کی اولاد ہے۔ یہ عرب کا ایک محاورہ ہے۔''

فرمایا کہ: ''بائیں ران میں جو سینگ لگا تو ''ران'' سے میں یہ سمجھا کہ بنی اعمام (چچوں تایوں) میں کوئی حادثہ پیش آئے گا۔ چوں کہ ایک قطرہ خون کا نکلا تو آپ کے چچا تائے کی اولاد میں چھوٹی عمر کا بچہ گزر جائے گا۔ اور چوں کہ عورت بائیں پسلی کی پیدائش ہے اور بائیں جانب خون لگا تو وہ لڑکی ہوگی اور چوں کہ ایک قطرہ خون ہے تو لڑکی چھوٹی عمر کی ہوگی۔'' جب وہ تعبیر دی تو تھوڑی دیر میں ایک عورت روتی ہوئی آئی کہ پرسوں جو آپ کے چچازاد بھائیوں میں بچی پیدا ہوئی تھی، وہ گزر گئی۔ فرمایا: ''تعبیر آ گئی۔''

اس واقعے سے استدلال کرتے ہوئے مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے درجِ ذیل رہنما اصول بتلائے:

1۔ تعبیرِ خواب کا تعلق کبھی موسم سے ہوتا ہے، کبھی دیکھنے والے کی صفات سے ہوتا ہے۔ اعداد و شمار کا بھی تعلق ہوتا ہے۔ صحیح معبر ہی قواعد کی رُو سے درست تعبیر دے گا۔ لہٰذا حکم ہے کہ ہر ایک سے خواب مت کہو۔ جو پہلے تعبیر دے گا، وہی واقعہ ہو جائے گا۔

2۔ معبر سمجھ دار اور خیر خواہ ہونا چاہیے۔

3۔ تعبیر کے لیے علم احادیث، محاوراتِ کلام اور عُرف پر دسترس بھی ہونی چاہیے۔ جیسے حضرت نانوتویؒ نے احادیث سے اور محاورات سے تعبیر مستنبط کی۔

محمد کاشف شریف، راولپنڈی

بجٹ 18-2017ء

گزشتہ دنوں حکومت کی جانب سے قوم کو چند خوش خبریاں سنائی گئیں: 1۔ ملک کی اقتصادی ترقی کی سالانہ شرحِ نمو 5.3% تک جا پہنچی۔ 2۔ ملک کی سالانہ پیداوار پہلی دفعہ 300 ارب ڈالر سے تجاوز کر گئی۔ 3۔ پاکستان 2030ء میں ٹاپ 20 میں شامل ہو جائے گا۔ 4۔ بجلی کی پیداوار تاریخ میں پہلی دفعہ اٹھارہ ہزار میگاواٹ سے تجاوز کر گئی۔ 5۔ سٹاک ایکسچینج پچاس ہزار انڈیکس کی نفسیاتی حد کو عبور کر گئی۔ یہ بڑی باتیں ہیں اور ان کی سمجھ عوام کو اس لیے نہیں آتی، کیوں کہ نہ تو اُن کی شرحِ نمو بہتر ہوئی، نہ اُن کی لوڈشیڈنگ سے جان چھوٹی۔ ان خوش خبریوں کا تعین کرنے میں بڑے بڑے ادارے ملوث رہے ہیں، اس لیے میں اُنھیں جھٹلانے کی جسارت نہیں کر سکتا اور انھیں درست مانتے ہوئے گزشتہ کئی دہائیوں سے پستے ہوئے عوام نظر آتے ہیں، جن کی حالتِ زار بدلنے کا نام نہیں لیتی۔ جن اداروں نے یہ خوش خبریاں قوم کے سپرد کی ہیں، انھی اداروں نے کچھ اَور خبریں بھی دی ہیں جو تنزل و گراوٹ کے تسلسل کے برقرار رہنے کی اطلاع سے کم نہیں، جیسے: 1۔ گزشتہ چار سالوں میں پاکستان کی برآمدات 25 ارب ڈالر سے کم ہو کر 19 ارب ڈالر تک آ چکی ہیں۔ 2۔ اسی مدت کے دوران درآمدات 37.5 ارب ڈالر سے بڑھ کر 50 ارب ڈالر تک جا پہنچی ہیں۔ گویا سالانہ 31 ارب ڈالر کا تجارتی خسارا موجود ہے اور یہ پیسا یقیناً اندرونی و بیرونی قرضوں کی صورت میں فراہم ہو رہا ہے۔ 3۔ آج بھی پاکستان کو ان درآمدات کی مد میں قریباً 2.6 ارب ڈالر فوری طور پر ادا کرنے ہیں۔ 4۔ پاکستان پر اندرونی اور بیرونی قرض 138 ارب ڈالر سے بڑھ کر 180 ارب ڈالر تک جا پہنچا ہے۔

یہ غیر معمولی اعداد ہیں۔ مندرجہ بالا خوش خبریوں اور بدخبریوں کا مجموعی نتیجہ معیشت کا مصنوعی تنفس ہے۔ اور لگتا ہے کہ حکومت نے اس مصنوعی تنفس کی سہولت کو برقرار رکھنے کا اصولی فیصلہ کیا ہوا ہے، جس کا مظاہرہ حالیہ بجٹ میں دیکھنے کو ملا۔ طبعی طور پر پاکستان کی معیشت متحرک ہے، لیکن اسے چلنے کے لیے ہر شئے اُدھار پر چاہیے۔ اب دیکھتے ہیں کہ یہ مصنوعی تنفس کب تک چلتا ہے؟ وزیرِ خزانہ سے اسی تناظر میں کیے جانے والے سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ اگر دوبارہ حکومت میں آیا تو گارنٹی ہے کہ آئی ایم ایف کی جانب کشکول نہیں بڑھے گا۔ ارے میرے معصوم بھائیو! اگر حکومت میں آ گئے تو آپ ہزار یاد دلائیں یا پوچھیں، کیا فرق پڑتا ہے؟ اور ویسے بھی اب تو آئی ایم ایف کے علاوہ کئی ادارے ہیں جو قرض دے دیتے ہیں، ورنہ پاکستان کے اثاثے تو فروخت کے لیے ہیں ہی۔ اس بجٹ میں صرف ترقیاتی بجٹ کو غیر معمولی حد تک بڑھا دیا گیا ہے، جو الیکشن کی تیاری کا پتا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ وہی پُرانی کہانی۔ ہاں! پُرانی کہانی میں جو 261 ارب روپے قوم سے بغیر پوچھے خرچ کیے گئے تھے، اس دفعہ اُس میں بھی ترقی ہوئی ہے اور گزشتہ مالی سال کے دوران یہ 310 ارب تک جا پہنچے ہیں، جسے عوام پہلے کی طرح صرفِ نظر کر جائیں گے۔

www.rahimia.org

مرزا محمد رمضان، راولپنڈی

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا پہلا بین البراعظمی 9 ملکی وضاحتی دورہ

سعودی عرب: امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ 20رمئی بروز ہفتہ کو پہلے بین البراعظمی 9 ملکی دورے پر سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض پہنچے تو سعودی حکمرانوں نے پُرجوش انداز سے استقبال کیا۔ یہاں ان کا دو روز کے لیے قیام تھا۔ پہلے روز انھوں نے سعودی حکمرانوں سے دفاعی اور تجارتی معاہدے کیے اور اگلے روز یعنی 21رمئی کو مسلمان ملکوں کے سربراہان سے ملاقات کے علاوہ امریکا عرب اجلاس سے خطاب کیا۔ امریکا اور سعودی عرب کے درمیان 3رکھرب 60 ارب ڈالر کے معاہدے ہوئے، جن میں 110 ارب ڈالر کا دفاعی معاہدہ اور 250 ارب ڈالر کے تجارتی معاہدے شامل تھے۔ صدر کے خطاب کو سعودی عرب کے ایک ممتاز روزنامے کے ذمہ دار وہاب سراج نے ''حوصلہ افزا'' قرار دیا ہے، جب کہ روسی خبررساں ادارے سپوتنک کی 21رمئی کی اشاعت کے مطابق ''سعودی ڈکٹیٹر شاہ سلمان نے امریکی صدر کو ایران کی شکایت لگائی اور ہرزہ سرائی کرتے ہوئے ایران پر دہشت گردی اور دوسرے ممالک میں مداخلت کا بے بنیاد الزام لگایا۔'' اخبار لکھتا ہے: ''جب کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ سعودی عرب کی عراق، شام، لیبیا اور یمن میں جارحیت و مداخلت نمایاں ترین ہے۔'' اس کانفرنس میں 55 کے قریب ملکوں کے سربراہان شریک ہوئے۔ اس اجلاس میں شام اور ایران کو دعوت ہی نہیں دی گئی۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے ایک اہم ترین ملک ترکی نے بھی اجلاس میں شرکت نہیں کی۔

22رمئی 2017ء اسرائیل: اسرائیل کے شہر یروشلم میں اسرائیل کے صدر روئین ریولن (Reuven Rivlin) اور وزیر اعظم نیتن یاہو نے صدر کا استقبال کیا۔ اسرائیلی انتظامیہ کی کوشش تھی کہ وہ دورے کے دوران اپنے غیر قانونی اقدامات جو اس نے فلسطین کے علاقے میں غیر قانونی بستیاں تعمیر کر رکھیں ہیں، انھیں قانونی تحفظ دلوایا جائے۔ امریکی صدر نے کہا کہ اس سلسلے میں جو ممکن ہوا، وہ کریں گے۔ اسرائیل کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرتے ہوئے امریکی صدر نے کہا کہ: ''اسرائیل اور امریکا کے درمیان نہ ٹوٹنے والا معاہدہ موجود ہے۔'' ایک عالمی اخبار کے مطابق ''ٹرمپ نے اسرائیل کو اپنا خصوصی دوست قرار دیا۔''

23رمئی، فلسطین: بروز جمعرات کو امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اور فلسطینی اتھارٹی کے سربراہ محمود عباس کے درمیان بیت اللحم میں ملاقات ہوئی، جس میں دونوں سربراہان نے امریکا کی موجودہ پالیسی کو جاری رکھنے کے عہد و پیمان کو دہرایا۔ محمود عباس نے کہا کہ ''فلسطینیوں اور اسرائیل کے درمیان بنیادی مسئلہ اسرائیل کا پھیلاؤ اور غیر قانونی بستیوں کی تعمیر کے علاوہ، فلسطین کی آزاد حیثیت کو اسرائیل کا تسلیم نہ کرنا ہے۔'' وائس آف امریکا کے مطابق اسرائیل اور فلسطین کے دونوں رہنما ''امن کے حصول کے لیے تیار ہیں۔''

24رمئی روم، ویٹی کن، روم: امریکا کے اَخبار انڈیپنڈنٹ نے کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنی انتخابی مہم کے دوران ''فرانس موسمیاتی تبدیلی'' (France Climate Change) کے معاہدے سے علاحدہ ہونے کا عندیہ دیتے ہوئے اسے ''نازیبا'' قرار دیا تھا۔ ٹرمپ نے پناہ گزینوں کے بارے میں بھی سخت رویہ اختیار کیا تھا۔ ویٹی کن چرچ کے پوپ نے کہا کہ ''وہ شخص جو دنیا میں ملانے کی بجائے دیواریں کھڑی کرے، وہ عیسائی نہیں ہوسکتا۔'' امریکی صدر کی اس دورے کے دوران صرف ویٹی کن چرچ کے پوپ کے ساتھ ون ٹو ون ملاقات ہوئی۔ جس میں پوپ نے امریکی صدر کو ''فرانس موسمیاتی تبدیلی'' کے عالمی معاہدے سے علاحدہ ہونے پر سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔

25رمئی برسلز: برسلز یورپین یونین کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ امریکی صدر نے اپنی انتخابی مہم کے دوران امریکا کو نیٹو سے علاحدہ ہونے کی دھمکی دی تھی۔ ٹرمپ نے کہا تھا کہ نیٹو کے رکن ملکوں کو چاہیے کہ وہ دفاعی معاہدے کو برقرار رکھنے کے لیے مزید فنڈز فراہم کریں۔ جس وقت امریکی صدر کو وہاں کی انتظامیہ خوش آمدید کہ رہی تھی، باہر سڑکوں گلیوں اور بازاروں میں اس کی آمد پر 6,000 کے لگ بھگ افراد سراپا احتجاج بنے ہوئے تھے۔

26رمئی، سسلی: یہاں امریکی صدر کی ملاقات فرانس کے نو منتخب صدر لی پین میکرون سے ہوئی۔ فرانسیسی صدر نے امریکی صدر پر الزام لگایا کہ انھوں نے میرے مدِمقابل صدارت کے امیدوار کی حمایت کی تھی، جس کا امریکی صدر نے کھل کر انکار کر دیا۔ امریکی اخبار وال سٹریٹ جرنل کے مطابق؛ فرانسیسی صدر نے امریکا پر زور دیا کہ وہ پیرس کلائمیٹ چینج کے عالمی معاہدے سے علاحدگی کے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔

27رمئی، سسلی: برسلز گروپ سیون کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس کا سالانہ اجلاس دو نکاتی ایجنڈے پر منعقد ہوا: دہشت گردی اور شمالی کوریا۔ اٹلی والوں کا کہنا تھا کہ اس وقت بڑا مسئلہ پناہ گزینوں کا ہے، جن کی تعداد بڑھ کر 181,000 ہوچکی ہے۔ اس کے لیے ہمیں پناہ گزینوں کے ملکوں میں سرمایہ کاری کرنی چاہیے، جس کا کسی ملک نے کوئی نوٹس نہیں لیا۔

سعودی مؤقف شام میں فیل ہو چکا ہے۔ دوسرا دنیا میں بادشاہتوں کا دور ٹمٹما رہا ہے۔ آج ایران میں انتخابات ہو چکے ہیں۔ وہاں کی عوام نے آئندہ پانچ سال کے لیے نئے صدر کو واضح برتری کے ساتھ منتخب کیا ہے۔ دوسری طرف سعودی عرب اپنی بادشاہت کو بچانے کے لیے کھربوں ڈالر خرچ کر رہا ہے۔ اس نے دفاع کے نام پر امریکا کی مفلوج معیشت کو سہارا دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ امریکی صدر نے سعودی وزیرِ دفاع عادل الجبیر کی 14رمارچ 2017ء کو امریکا کے دورے پر دی گئی درخواست کو محض عملی جامہ پہنایا ہے۔ جس کے لیے اسے کھربوں ڈالر کے معاہدے کرنے پڑے۔ (بقیہ صفحہ 8 پر)

www.rahimia.org

رپورٹ: نفیس مبارک ہمدانی، لاہور

رمضان المبارک کے اجتماعی ماحول کی برکتیں

یکم؍ جولائی 2016ء/ ۲۵؍ رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ کو حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزادرائے پوری مدظلہٗ نے ادارہ رحیمیہ لاہور میں جمعۃ الوداع کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''معزز دوستو! رمضان المبارک کا یہ آخری جمعہ جمعۃ الوداع کا بابرکت دن ہے۔ جمعۃ المبارک کی برکات ہمارے شاملِ حال ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے۔ اس کی اپنی برکات ہیں۔ پھر کتابِ مقدس قرآن حکیم کے معانی اور مفاہیم سمجھنے کے لیے دورۂ تفسیر کا جو سلسلہ چل رہا تھا، اس کے اختتام کی مبارک محفل بھی ہے۔ برکات پر برکات ہمارے گرد و پیش میں موجود ہیں۔

ہم سب یہاں قرآن حکیم سیکھنے کے لیے آئے۔ اللہ کا نام سیکھنے کے لیے جمع ہوئے۔ بغیر کسی دُنیوی غرض کے دین کے غلبے کے نظریے کے ساتھ یہاں آئے۔ اپنی جان کو مشقت میں ڈالا۔ دور دراز کا سفر کیا۔ گھر کی آسانیاں اور کھانے پینے کی فراوانیاں چھوڑ کر آئے تو صرف اور صرف ایک مقصد اور ایک نظریے کے تحت۔ ہم یہی روزہ اپنے گھر میں بھی رکھتے ہیں۔ یہی تراویح ہم اپنے اپنے علاقے کے ماحول میں بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن ہم سب محسوس کرتے ہیں کہ جب ہم یہ عبادات یہاں ادارہ رحیمیہ میں آ کر اجتماعی طور پر کرتے ہیں، تو ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ''من صام رمضان إیماناً و احتساباً غفر لهٗ ما تقدّم من ذنبه.'' رمضان المبارک کے مہینے میں ایمان اور پھر ایمان کی اساس پر اپنے عمل کا احتساب، یہ دو باتیں جب کسی اجتماع میں کی جائیں تو حضورؐ نے فرمایا: ''پچھلی غفلتیں، کوتاہیاں، اللہ پاک معاف کر دیتے ہیں۔'' ایمانیات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کائنات کو ایک عالم گیر نظام کے تحت چلا رہے ہیں۔ کائنات کے عالم گیر نظام پر اللہ کی حکمرانی کو نظر انداز کرنا درست نہیں۔ رسولؐ کو ماننے کا مطلب اللہ تعالیٰ کے سسٹم اور اتھارٹی کو ماننا ہے۔ اسی طرح احتساب یہ ہے کہ دینی نظام کے طے کردہ معیارات؛ سچائی، عدل، انصاف، امن وغیرہ کی روشنی میں اپنے انفرادی و اجتماعی اعمال کی پڑتال کی جائے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہاں رمضان میں حکومتوں کے غلط نظام پر بڑی تنقید ہوتی ہے۔ اس تنقید کی بنیاد خود نبی اکرمؐ نے بیان فرمائی کہ ''احتساب کے ساتھ روزے رکھو۔''

ہم اس اجتماع میں ایمان و احتساب کا شعور حاصل کرنے کے بعد آئندہ زندگی کا عزم اور ارادہ کریں کہ ہم دین کے اس سسٹم کو غالب کرنے کی کوشش آئندہ بھی جاری رکھیں گے۔ رمضان المبارک میں جس چیز کی مشق کرائی جاتی ہے، تربیت دی جاتی ہے، اُسے رمضان کے بعد کے مہینوں میں بھی پیشِ نظر رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اب رمضان میں تو ''ایماناً'' اور ''احتساباً'' کا انقلابی نظریہ اور فکر و عمل سیکھا جائے اور جب عید کا دن آئے تو یہ سب غائب۔ نہیں! ایمان جب رمضان کے بعد بھی لازمی ہے تو اپنے انفرادی و اجتماعی اعمال کا احتساب بھی جاری رہنا چاہیے۔''

دینی نظام کی دو اَساسیات

حضرت آزادرائے پوری مدظلہٗ نے مزید فرمایا: ''الحمدللہ! آپ نے یہاں دورۂ تفسیر سنا۔ آپ کو قرآن حکیم کے تفسیری خلاصے کے سننے کی نوبت آئی۔ اس کے ذریعے سے دین کا سسٹم بیان کیا گیا۔ ایمانیات کا نظام بتلایا گیا ہے کہ دین ایک نظام اور سسٹم دیتا ہے۔ اس کے لیے اس اجتماع میں عقلوں کو سوچنے اور سمجھنے کے مواقع دیے گئے ہیں۔ اجتماع کی برکت سے قلوب کے اندر جرأت و ہمت پیدا کرنے، درست عزائم اور ارادے قائم کرنے کے مواقع فراہم ہوئے۔ ایمانیات کی پختگی کے لیے یہاں رمضان کے روزے رکھے گئے۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے افکار کی روشنی میں عمل کرنے کے نقطہ نظر سے ایمانیات کو بہ طورِ سسٹم کے سمجھنے سمجھانے کا کام کیا گیا۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے یہ افکار و تعلیمات قرآن کے گہرے مطالعے اور ایمانیات کے براہِ راست شعور کی اساس پر مربوط طور پر بیان کیے ہیں۔ قرآن کو بہ طور سسٹم کے سمجھنے سمجھانے کا شعور دیا ہے۔ اس تناظر میں ہم نے اس اجتماع میں روزے رکھے ہیں۔ اس طرح قرآن حکیم کا بیان کردہ یہ سسٹم سامنے آیا، اس سے ہمارا قرآن کا شعور بلند ہوا۔

آپ نے جو یہاں دورۂ تفسیر سنا، اس کی اساسیات دو ہی باتیں تھیں: ایمانیاتی نظام سمجھنا اور اس کی روشنی میں میرٹ پر اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال کا احتساب اور پڑتال کرنا کہ سوسائٹی کی سیاسی اور معاشی خرابیاں کیا ہیں، جو اعمال دینِ اسلام کے سسٹم سے متصادم ہیں، انھیں ختم کرنا، ایمان کا لازمی تقاضا اور نتیجہ ہے۔ یہ بات جتنی توانائی اور جتنے شعور کی اساس پر، جتنی جرأت و ہمت اور عزم کے ساتھ ہم نے سمجھ لی، تو یقیناً برکاتِ الٰہیہ کا نزول ہمارے ساتھ ہوگا۔ کیوں کہ فرشتے بھی یہی دونوں کام کرتے ہیں۔ وہ ایمان کو انسانی قلوب میں منتقل کرنے کا کام کرتے ہیں، جو انسان کی کامیابی کا پروگرام ہے۔ جب کہ شیطان اس ایمانیاتی نظام کو توڑنے کا کام کرتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ اس اجتماع میں ہمیں یہ عزم بھی پختہ کرنا ہے کہ ایمانیاتی سسٹم کو سمجھیں۔ اس کے سیاسی، معاشی، سماجی، عبادات اور آخرت سے متعلق اس کے پورے نظام، جس میں علم العبادات، علم الارتفاقات، علم التوحید والصفات، علم التذکیرات تمام علوم جو شاہ صاحب نے بیان کیے ہیں، اس کا مربوط نظام سمجھیں۔ پھر اس کی روشنی میں اپنا محاسبہ کریں۔ جو کمی کوتاہی ہو، اس کو دور کرنے کے لیے جد و جہد اور کوشش کریں۔ یہی سب انواراتِ الٰہیہ کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔

ہم نے اس پورے مہینے کے اس قیام میں یہ عزم اور ارادہ کر لیا، یہ شعور پیدا کر لیا تو یقیناً اللہ کی مدد ہمارے شاملِ حال ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''جو ہمارے راستے میں جد و جہد اور کوشش کرتے ہیں، ہم ان کے لیے راستے کھول دیتے ہیں۔'' (69:29) اور اللہ نے صاف کہہ دیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے۔ محسنین وہی ہوتے ہیں جو ایمان اور محاسبے کی بنیاد پر بہتر سے بہتر عمل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔''

www.rahimia.org

بچوں کا کالم

خواجہ عبدالحئی فاروقیؒ (تلمیذِ خاص مولانا عبیداللہ سندھیؒ)

حلال کمائی

جو لوگ رشوت لیتے ہیں، حرام روزی کماتے ہیں، جھوٹ اور فریب سے کمائی حاصل کرتے ہیں، اللہ اُن کی روزی میں برکت نہیں دیتا۔ ہر شریف آدمی انھیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ حرام کی کمائی یا تو اُن کی زندگی ہی میں حرام میں چلی جاتی ہے یا پھر ان کی اولاد خراب کر دیتی ہے۔ حلال کمائی اگرچہ تھوڑی ہو، مگر اس میں برکت ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ بھی اچھا نکلتا ہے۔ اللہ نے فرمایا: ''اللہ سود گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔'' (276:2)

اللہ کے رسولؐ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے، جب ایک شخص بالکل اس کا خیال نہیں کرے گا کہ یہ چیز اس کو حلال طریق پر ملی ہے، یا حرام پر۔'' (بخاری)

آپؐ نے حلال کمائی کی تعریف اس طرح فرمائی:

''جو شخص حلال کمائی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے، اور اللہ تو حلال کمائی ہی کو قبول کرتا ہے، تو اللہ اس کو اپنے دائیں ہاتھ میں لیتا ہے۔ پھر صدقہ دینے والے کے لیے اس کو پالتا ہے۔ جس طرح تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔'' (بخاری)

جس شخص کی کمائی حرام کی ہو، اللہ اُس کی دعا قبول نہیں کرتے۔ آپؐ فرماتے ہیں:

''اللہ پاک ہے۔ وہ پاک ہی چیز قبول کرتا ہے۔ اللہ نے مسلمانوں کو اسی چیز کا حکم دیا ہے، جس کا اس نے رسولوں کو حکم دیا۔ اللہ نے فرمایا: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک کام کرو۔'' اور فرمایا: ''اے مسلمانو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے، اس میں سے حلال چیزیں کھاؤ۔'' اس کے بعد آپؐ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے، پریشان حال، غبار سے اَٹا ہوا، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر پکارتا ہے:

''اے ربّ! اے ربّ!'' مگر اس کا کھانا، پینا، لباس اور غذا سب حرام کی ہے۔ بھلا اس کی دعا کیا قبول ہوگی؟'' (مسلم)

آپؐ نے حلال کمائی کو فرض بتایا:

''نماز روزہ کے بعد حلال کمائی کی تلاش فرض ہے۔'' (شعب الایمان)

اللہ اور رسولؐ کے حکموں کے بعد کتنے لوگ ہیں، جنھیں یہ تعلیم یاد ہے۔ تمام صحابہؓ اگرچہ تجارت اور زراعت سے اپنا گزارا کرتے تھے، مگر جب کبھی وہ کسی پیشے کو دیکھتے کہ اس سے پاک روزی ملتی ہے تو فوراً اُسے اختیار کر لیتے۔ چناں چہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت سلمان فارسیؓ چٹائی بُنا کرتے تھے۔ ایک صحابیؓ کے ہاتھ پھاوڑا چلاتے چلاتے سیاہ پڑ گئے تھے تو آں حضرتؐ نے اُن کے ہاتھ چوم لیے۔ اصحابِ صفہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ رات کو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرتے اور دن کے وقت میٹھا پانی لاتے۔ جنگلوں سے لکڑیاں توڑ کر جمع کرتے۔ بکریاں پالتے اور اس طرح اپنی حلال روزی حاصل کرتے تھے۔

بقیہ: عالمی منظرنامہ

اس سے پہلے امریکی صدر سعودیہ کے بارے میں کہہ چکا تھا کہ: ''سعودی عرب ایک دودھ دینے والی گائے ہے۔ جب اس کا دودھ ختم ہوگا، اس کا گلا کاٹ دیں گے۔'' برطانوی خبررساں ایجنسی رائٹر کے مطابق: جب امریکی صدر کے 100 دن پورے ہوئے، انھوں نے کہا تھا کہ: ''سعودیہ ایک بدشکل، لیکن امیر بیوی ہے، جس سے عشق کریں گے اور جب اس کا پیسہ ختم ہو جائے گا، اس کے بیڈ سے اٹھ جائیں گے۔'' گویا سعودیہ نے امریکی صدر کو بلا کر ان کے مذکورہ بیان کے تأثر کو زائل کرنے کی کوشش کی ہے۔

22 رمئی کو سنی اتحاد کونسل کا ایک اہم اجلاس جامعہ رضویہ فیصل آباد میں منعقد ہوا، جس میں کونسل کے صدر صاحبزادہ حامد رضا نے کہا ''سعودی عرب امریکا کے ہاتھوں کھلونا بنا ہوا ہے۔'' مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہا ''سعودی عرب مسلمانوں میں انتشار پھیلا رہا ہے۔'' ایک اور مصر کے مطابق یہ سارا شو دو مقاصد کے لیے رچایا گیا: ایک مقصد تو یہ ہے کہ اسلامی فوجی اتحاد بنا کر سعودی عرب خطے میں اپنی بالادستی قائم کرنا چاہتا ہے۔ دوسرا ایران کو خطے میں تنہا کرنے کی حکمتِ عملی پر عمل پیرا ہے۔ وائس آف امریکا کے مطابق جرمنی کی چانسلر مرکل نے کہا ہے کہ ''ڈونلڈ ٹرمپ کے امریکا کے صدر منتخب ہونے اور برطانیہ کے یورپی یونین سے علاحدگی کے ووٹ کے بعد یورپ امریکا اور برطانیہ پر ''کلی طور پر'' انحصار نہیں کر سکتا۔ مزید رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہنا تھا کہ ''ہم یورپیوں کو اپنا مستقبل صحیح معنوں میں اپنے ہاتھ میں لینا ہوگا۔''

ٹرمپ نے دورے سے واپسی پر ایک ٹویٹ کے ذریعے اپنے دورے کے بارے میں کہا ہے کہ ''ابھی یورپ کے دورے سے واپسی ہوئی ہے۔ یہ دورہ امریکا کے لیے زبردست کامیابی تھا۔ کڑی محنت تھی، لیکن نتائج بھی بڑے تھے۔ جرمنی پر سخت تنقید کرتے ہوئے اس کا کہنا تھا کہ ''نیٹو کے دفاعی اخراجات کی ضروریات کو پورا نہیں کیا جا رہا۔'' گروپ سیون کے اجلاس میں شمالی کوریا سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ ایٹمی ہتھیاروں کے عزائم ترک کر دے، لیکن 29 رمئی کو ایک اَور بیلسٹک میزائل کا تجربہ کر کے شمالی کوریا کا جواب بھی سامنے آ گیا ہے۔

امریکی صدر گروپ سیون کے اجلاس میں فرانس موسمیاتی تبدیلی کے معاہدے سے علاحدگی کی بنیاد پر ایک تو باقی دنیا سے تنہائی کا شکار ہو گیا اور دوسرا نہ ہی نیٹو کے معاہدے کی تجدید ہو سکی، بلکہ رکن ملکوں نے مستقبل میں نئی دفاعی حکمتِ عملی پر غور و فکر شروع کر دیا ہے۔ ویسے بھی دنیا میں کوئی بھی حکمتِ عملی پائیدار نہیں ہوتی، بلکہ معروضی حالات کے پس منظر میں نئے معاہدے کا تقاضا کر رہی ہوتی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں سعودی عرب کو خوش کرنے کے لیے ایران کو ہدفِ تنقید بنایا تھا اور یورپ میں نیٹو کے رکن ملکوں پر تنقید کر رہا تھا۔ کیوں کہ وہ تمام ممالک امریکی صدر کے برعکس مؤقف کے حامل ہوتے ہوئے امریکا سے علاحدگی کی دھمکیاں دے رہے تھے۔

www.rahimia.org

وسیم اعجاز، کراچی

مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکیؒ

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ جمادیٰ الاولیٰ ۱۲۳۳ھ/1818ء میں محلہ دربارکلاں، کیرانہ (مظفرنگر۔ سہارن پور) میں پیدا ہوئے۔ نسباً عثمانی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا خلیل اللہؒ سے حاصل کی۔ مزید تعلیم کی غرض سے دہلی تشریف لے گئے اور مدرسہ مولانا محمد حیات دہلی میں داخل ہوئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کا آغاز فرمایا۔ والدِ گرامی کے وصال کے بعد مولاناؒ واپس کیرانہ تشریف لے آئے۔

1857ء کی تحریک کے اسباب میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی جانب سے جبراً عیسائیت کی تلقین بھی شامل تھی۔ مولانا رحمت اللہؒ کا نام ان علمائے کرام کی فہرست میں نمایاں ہے، جنھوں نے عیسائیت کے بے لگام مبلغوں کا مقابلہ کر کے عبرت ناک شکست سے دوچار کیا۔ 11/ اپریل 1854ء کو مولانا موصوفؒ نے پادری ''فنڈر'' سے وہ یادگار تاریخی مناظرہ کیا کہ اس کو ہندوستان چھوڑ کر انگلستان واپس جانا پڑا۔

جب 1857ء میں میرٹھ سے جنگِ آزادی کا آغاز ہوا تو مظفرنگر، تھانہ بھون اور اس سے متصل قصبات شاملی، کیرانہ، بڈھانہ وغیرہ میں بھی علمِ حریت بلند کیا گیا۔ جنگ کی تیاری کے سلسلے میں مولانا رحمت اللہؒ اپنے وطن کیرانہ میں آزادی کی جدوجہد میں تن من دھن سے مصروف ہوگئے اور مجاہدین کے لشکر کی قیادت فرمانے لگے۔ چوہدری عظیم اللہ کیرانوی نے مسلمان گوجروں کی جماعت تیار کر کے مولاناؒ کے مشورے سے جدوجہد کا آغاز کردیا۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں میں نقارہ بجایا جاتا اور اعلان کیا جاتا: ''ملک خدا کا اور حکم مولانا رحمت اللہ کا۔'' سب لوگ ان کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔ تقریباً چار ماہ تک کیرانہ میں فوجی تنظیم کا سلسلہ جاری رہا۔ مولانا رحمت اللہؒ مجاہدین کے ایک جلیل القدر نمائندے کی حیثیت سے حالات کا جائزہ لینے کی غرض سے دہلی تشریف لائے۔ مجاہدین کی یہ جماعت وہی ہے، جس نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کی زیرِ قیادت اس علاقے میں کام کا آغاز کیا تھا۔

تاریخی ریکارڈ کے مطابق ضلع مظفرنگر کے قصبہ شاملی (اب ضلعی صدر مقام) میں زمینداره، شیوخ اور گوجروں کے ہاتھ میں تھا۔ چناں چہ جنگِ آزادی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے لیے تھانہ بھون اور کیرانہ میں مراکز قائم کیے گئے تھے۔ انھی دونوں مراکز کی اَن تھک اور جاں نثار کاوشوں سے شاملی کی تحصیل پر حملہ کیا گیا اور چاروں اَطراف میں یہ تحریک کامیابیوں سے ہم کنار ہوئی۔

جنگ شروع ہونے کے کچھ دنوں کے بعد ہی مولانا رحمت اللہؒ دہلی چلے گئے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ دہلی میں مختلف علاقوں سے جتنے بھی انقلابی آئے وہ سب جنرل بخت خان کے ماتحت ہوتے تھے اور اسی کی بنائی ہوئی اسکیم کے تحت جنگ میں حصہ لیتے تھے۔ مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ بھی جنرل بخت خاں سے وابستہ ہوگئے۔ اس دوران علمائے کرام کی کوششوں سے جہاد کا مشہور فتویٰ جامع مسجد دہلی سے جاری ہوا تو مولانا موصوفؒ نے نہ صرف اس پر دستخط کیے، بلکہ اپنی مہر بھی ثبت کی۔

دہلی میں قائدانہ جوہر دکھانے کے بعد واپس کیرانہ تشریف لا کر اپنی جماعت کی کمان سنبھالی اور انگریزوں کے خلاف بے شمار کامیابیاں حاصل کیں۔ سرفروشانِ وطن کی جدوجہد ابھی جاری تھی کہ چند ابن الوقت مخبروں کی سازشوں نے حالات کا رُخ بدل دیا۔ مولاناؒ کی گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری ہوئے۔ گرفتار کروانے والے کے لیے ایک ہزار روپے بہ طور انعام مقرر کیے گئے۔ حضرت مولاناؒ بھیس بدل کر جے پور اور جودھ پور کے ریگستانی جنگلوں کو عبور کرتے ہوئے انتہائی عزم و ہمت کے ساتھ پیدل سورت بندرگاہ پہنچے۔ جہاں سے سمندری سفر کر کے جدہ اور پھر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ ان کی روانگی اور فوجداری مقدمے کے بعد ان کی اور ان کے خاندان کی تمام جائیداد ضبط کر کے 1864ء میں نیلام کردی گئی۔

مولانا موصوفؒ حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ سے کچھ دنوں بعد مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ دونوں بزرگوں میں انتہائی دوستی کا تعلق تھا۔ ایک دن طواف کے دوران دونوں کی ملاقات ہوگئی تو حاجی صاحبؒ مولاناؒ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ جدوجہدِ آزادی میں ایک ساتھ کام کرنے والے دونوں اصحاب کی بے تابانہ ملاقات دیدنی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کی۔ مولاناؒ کے روابط حاجی امداداللہؒ سے بہت مضبوط تھے۔ حاجی صاحبؒ ہندوستان کے مشاہیر علما کے شیخ و مرشد تھے، اس لیے ان کے نام ہندوستان سے خطوط آتے رہتے تھے۔ حاجی صاحبؒ مولاناؒ سے علمی مسائل پر مشورہ فرماتے رہتے تھے اور اس سلسلے میں ان پر بہت زیادہ اعتماد کا اظہار فرماتے تھے۔

مولانا رحمت اللہؒ کو جب مکہ مکرمہ کی حکومت کی جانب سے درس و تدریس کی اجازت دے دی گئی تو وہ اسی جانب مشغول ہوگئے۔ 1873ء میں کلکتہ کی ایک رئیس زادی صولت النسا بیگم حج کی غرض سے حجاز آئیں تو انھوں نے مولانا رحمت اللہؒ کے درس سے متأثر ہو کر ایک مدرسہ قائم کرنے کے لیے مالی معاونت فراہم کی۔ 1874ء میں ''مدرسہ صولتیہ'' کے نام سے اس تعلیم گاہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس تعلیم گاہ کو چلانے کے لیے بھی مولاناؒ کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں خلافتِ عثمانیہ کی جانب سے ان کو ''پایۂ حرمین شریفین'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ دعوت و تبلیغ کی غرض سے انھوں نے ترکی کے متعدد اسفار بھی کیے۔

مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ اپنی بھرپور علمی اور عملی توانائیوں کو جس انداز سے حریت اور آزادی کے حصول کے لیے بروئے کار لائے، اس کو سامنے رکھیں تو بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے دور کی عہد ساز شخصیت تھے۔ انھوں نے 75 سال کی عمر میں ۲۴/ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ/ 2/ مئی 1891ء کو وفات پائی۔ جنت المعلیٰ میں حضرت اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کے جوار کی خاکِ پاک ابدی آرام گاہ بنی۔

www.rahimia.org

ماہنامہ ''صدائے فاروقیہ'' کے تبصرہ نگار محمد طلحہ عثمان کے قلم سے

خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور؛ رُشد و ہدایت کا مرکز

سوانح حضرت عالی رائے پوریؒ پر تبصرہ

دنیا میں عاداتِ رذیلہ سے چھٹکارا، اَخلاقِ حسنہ سے آراستہ، احکامِ ربانی کی تعمیل، دُنیوی واُخروی زندگی میں کامیابی، قربتِ الٰہی کی حسین آرزو ہر عقل مند ذی شعور مسلمان کا مقصد اور خواہش ہے۔ یہ سب منافع خیز اَوامر اولیاء اللہ، مشائخِ اُمت، علمائے ربانیین کی قابل تعظیم صحبت، اُن کی قدم بوسی اور اُن سے تعلق و بیعت سے نصیب ہوتے ہیں۔ اسی کا دوسرا نام ''خانقاہی نظام'' ہے، جہاں اللہ اللہ کی صدائیں بلند ہیں۔ پتھر دلوں کو موم کیا جاتا ہے۔ محبت واُلفت کا درس دیا جاتا ہے۔ ان تربیت گاہوں میں ایک ایسا نام، جس کی شہرت پہ آسمان بھی گواہ ہے، جسے ''خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور'' سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ خانقاہ رُشد و ہدایت کا مرکز رہی۔ اس مرکزِ علم و حکمت میں مشائخ وقت نہ صرف ستے چہروں اور بجھے قلوب میں نورانیت، محبتِ الٰہی کی شمعیں روشن کیا کرتے تھے، بلکہ انقلابِ زمانہ سیاسی وسماجی تحریکات کی سرپرستی اور قوتِ ضالّہ کی بیخ کنی کی مشاورت بھی یہاں ہوا کرتی تھی۔

اس نورانی، روحانی وعرفانی مرکز کے بانی قطبِ عالم، شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم نقشبندی (رائے پوریؒ) تھے، جو جامع الکمالات، صفات سے مزین تھے۔ آپؒ حضرت میاں عبدالرحیم سہارن پوریؒ، سیّد الطائفہ حضرت امداداللہ مہاجر مکیؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے بیعت واجازت یافتہ تھے۔ آپؒ نے خانقاہی نظام سے تخریبی قوتوں اور فسادی عناصر کے طرزِ فکر کے خلاف شعور بخشا۔ انسانیت کو صرف خدا پرستی، انسان دوستی کا درس دیا۔ آپؒ نے دینی تعلیم کا دائرۂ کار عوامی سطح تک پہنچانے اور مزید منظّم و مربوط کرنے کے لیے قرآنی مکاتب کا جال بچھایا۔ آپؒ کو زمانۂ عصر کے اصحابِ علم ودانش میں بڑی بلند مرتبت کی حیثیت حاصل تھی۔

حضرتؒ کی علوِشان و مرتبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شیخ الہند (مولانا محمود حسن) آپؒ کو ''صالحین کا سربراہ''، ''علما کا سردار'' اور ''عارفین کی محفل کا صدر نشین'' قرار دیتے تھے۔ برصغیر کے دو مرکزی تعلیمی ادارے دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارن پور اور دیگر کئی تعلیمی مراکز آپؒ کے سایۂ فگن میں تھے۔ جس عرصے میں حضرت شیخ الہندؒ اپنے رفقا سمیت گرفتار کرلیے گئے تھے، اُس دوران برصغیر کی تمام دینی تحریکات وشخصیات کے کعبہ وماتھے کے جھومر تھے۔

مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ اُسی عظیم خانقاہِ عالیہ رحیمیہ کے پانچویں مرجع و صدر نشین ہیں۔ موصوف نے انتہائی جاں فشانی وجدوجہد سے حضرت والاؒ کے مطہر ومتبرک، بکھرے ہوئے پھول یک جا کیے ہیں۔ اس کے لیے انھیں پاکستان، ہندوستان کے علما سے ملاقاتیں، لائبریریوں کی چھان بین کے پُرکٹھن مراحل سے بھی گزرنا پڑا۔ (بقیہ صفحہ 12 پر)

محمد احسان قریشی، سابق پرنسپل گورنمنٹ کمرشل انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی

حضرت رائے پوری ثانیؒ کے وِصال پر ایک ہندو پولیس افسر کے تأثرات

17/ اگست 1962ء کو ہم کلیر شریف ضلع سہارن پور میں تھے۔.... سہارن پور کے ایک ہندو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس سی آئی ڈی (انٹیلی جنس) کی ڈیوٹی اس بات پر لگی ہوئی تھی کہ وہ سفید کپڑوں میں ملبوس کانسٹیبلوں کی امداد سے زائرین پاکستان کی حرکات و سکنات پر نگاہ رکھے۔

17/ اگست 1962ء کی صبح صبح وہ ہمارے کیمپ میں آیا اور مجھے بلایا۔ میں باہر نکلا۔ حیران ہوا کہ اس کے چہرے پر ہوائیاں کیوں چھوٹ رہی ہیں۔ اس کی دونوں آنکھوں سے ایک ایک آنسو ٹپکتا بھی دکھلائی دیا، جو اس نے فوراً رومال سے صاف کرلیا۔ ... میرے استفسار پر اس نے ڈبڈباتی ہوئی آواز میں کہا:

''قریشی صاحب! میں نے آج صبح ریڈیو پر بڑی منحوس خبر سنی ہے۔ وہ خبر یہ ہے کہ مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ لاہور میں کل انتقال کرگئے۔''

اس کے یہ خبر بتلانے پر میرا دل بھی بیٹھ گیا اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا: إنّا للّٰہ و إنّا إلیہ راجعون. تھوڑی دیر کے لیے میں بھی سر پکڑ کر بیٹھ گیا، لیکن میرے قلب پر ایک دم حیرانگی اور تحیّر کے جذبات غالب آگئے کہ اس ہندو آفیسر کا مولانا رائے پوریؒ کے ساتھ کیا واسطہ اور کیا تعلق ہے۔

اس نے کہا: ''قریشی صاحب! کئی سالوں سے میری ڈیوٹی اس بات پر رہی ہے کہ خانقاہ شاہ عبدالرحیم موضع رائے پور ضلع سہارن پور میں مولانا عبدالقادر رائے پوری پر نگرانی رکھوں۔ ان کی ڈاک سنسر ہو۔ کیوں کہ اگرچہ وہ 1947ء سے بھارتی باشندے چلے آرہے تھے، وہ ہر دو سال بعد پاکستان ضرور جاتے تھے اور پاکستان سے بھی ان کے سینکڑوں مریدان سے ملنے بھارت آیا کرتے تھے۔ اصل میں مولانا رائے پوریؒ موضع ڈھڈیاں ضلع سرگودھا (پاکستان) کے باشندے تھے، لیکن اپنے مرحوم پیر شاہ عبدالرحیم رائے پوری سے اتنا تعلق بڑھا کہ وہیں کے ہوگئے۔''

وہ بولا: ''قریشی صاحب! وہ رشی تھے۔ رشی ولی تھے۔ میں نے انھیں تو کیا دیکھنا تھا، ان کے مریدوں میں بھی سچائی، صاف گوئی، بے نفسی اور ریا سے نفرت پائی۔ ان کی زندگی کو میں نے بھی چند سال قریب سے دیکھا۔ ایسا رشی منی میں نے مسلمانوں میں کہیں نہیں پایا۔ جب بھی میں نے ان سے سرکاری طور پر کبھی کوئی استفسارات کیے تو انھوں نے ہمیشہ سچ بتلایا، خواہ سچ بتلانے سے ان کے پاسپورٹ کی منسوخی کا ڈر ہی کیوں نہ ہو۔ میری زندگی پر ان کے اقوال کا بہت اثر ہوا۔ ان کی ''لائف'' سے میں بہت ہی متأثر ہوا۔ وہ بہت بڑے دھرماتما اور مہاتما تھے۔ (بقیہ صفحہ 12 پر)

www.rahimia.org

رپورٹ: انیس احمد سجاد لاہور

مشائخ رائے پور اور ماہِ رمضان کی امتیازی شان

انسانیت اللہ ربّ العزت کو بہت محبوب ہے۔ انسان اللہ کی اشرف المخلوقات ہے۔ اس انسان کی دنیا اور آخرت میں کامیابی اللہ کو مطلوب ہے۔ انسان ملکیت اور بہیمیت سے مرکب ہے۔ انسانی زندگی کے طبعی تقاضے بالعموم بہیمیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ انسان کی ملکیت کو ترقی دینے اور بہیمیت پر قابو پانے کی مشق کے طور پر رمضان کے روزے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام امتوں اور ملتوں پر فرض رہے ہیں۔ احادیثِ مبارکہ میں رمضان المبارک کے مبارک ایام اور ساعتوں کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات شریفہ میں فرماتے ہیں کہ مسلمان کی زندگی ترتیب اور مرکزیت کی زندگی ہے۔ اور یہ ترتیب اور مرکزیت رمضان المبارک کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جس کا رمضان بے ترتیبی اور انتشار سے گزرے گا، اس کے اثرات اس کے بقیہ سال پر بھی مرتب ہوں گے۔ اور وہ بھی اسی طرح بے ترتیب اور منتشر رہے گا۔

حضرات مشائخ رائے پور کا رمضان المبارک ہمیشہ سے ایک امتیازی شان کا حامل رہا ہے۔ اور حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے فرمان کے عین مطابق ایک خاص ترتیب اور مرکزیت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ مشائخ رائے پور کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ سارا رمضان المبارک اپنے مریدین، متعلقین، منتسبین، متوسلین اور سالکین کے ہمراہ ایک ہی جگہ یکسوئی کے ساتھ گزارتے رہے ہیں۔ اسی روایت کے تسلسل میں خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مسند نشین پنجم حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ العالی نے رمضان المبارک ۱۴۳۸ھ/2017ء اپنے احباب کی کثیر تعداد کے ساتھ ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ لاہور میں گزارا۔

سحری اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد مختصر سے آرام کے بعد تمام احباب کو نیند سے بیدار کر دیا جاتا تھا۔ دن کے معمولات کا آغاز درسِ حدیث کے ساتھ ہوتا تھا۔ درسِ حدیث کے بعد امامِ انقلاب حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے قرآنی تفسیری افادات جو کہ ''قرآنی شعورِ انقلاب'' کے عنوان سے ادارہ ہی نے چھاپ رکھے ہیں، میں سے ترتیب کے ساتھ کسی ایک سورت کا درسِ قرآن ہوتا رہا۔ جو کہ حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے خلفا حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہ، حضرت ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر محمد ناصر مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر تاج افسر مدظلہ، حضرت مولانا پروفیسر قاضی محمد یوسف مدظلہ، حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی مدظلہ، حضرت مولانا مفتی انور شاہ مدظلہ ارشاد فرماتے رہے۔

یہ سلسلہ نمازِ ظہر تک چلتا رہا۔ نمازِ ظہر کی ادائیگی کے بعد حضرت اقدس مولانا مفتی شاہ عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہ حجۃ اللہ علی العالمین حضرت الامام شاہ ولی اللہ الدہلویؒ کی شہرۂ آفاق کتاب ''حُجّۃُ اللّٰہ البالغہ'' کا درس علما اور فضلا کے سامنے ارشاد فرماتے رہے۔ جب کہ دیگر احباب کے لیے تفسیر المقام المحمود پارہ 30 میں سے ترتیب کے ساتھ ولی اللّٰہی تفسیری اسلوب کے تناظر میں موضوعات اور تفسیری لیکچرز ہوتے رہے۔

نمازِ عصر کی ادائیگی کے بعد انسانی قلوب کو صیقل کرنے کے لیے ذکر اللہ کی روحانی مجلس منعقد ہوتی رہی۔ افطاری اور مجلس ذکر کے درمیانی وقفے میں علم سلوک واحسان و تصوف کی بلند پایہ کتاب ''امداد السلوک'' مصنفہ امامِ ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا مطالعہ اور اس کی تشریح حضرت اقدس آزاد رائے پوری مدظلہ فرماتے رہے۔ نمازِ عشا، تراویح کے بعد تراویح کے اندر تلاوت کیے گئے پارے کا تفسیری خلاصہ ولی اللّٰہی تفسیری اصولوں کی روشنی میں حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے مجاز اور صدر ادارہ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہ بیان فرماتے رہے۔

تفسیری خلاصے کے مکمل ہونے کے بعد کچھ احباب حسبِ منشائے بدن آرام کے لیے لیٹ جاتے، جب کہ ذاکرین اللہ کا ذکر شروع کر دیتے اور ادارے کے در و دیوار اللہ کے ذکر سے گونجنا شروع ہو جاتے اور ادارہ رحیمیہ لاہور، گلزارِ رحیمی رائے پور ضلع سہارن پور کا نقش ذہن میں جما دیتا۔ نمازِ تہجد اور نوافل کی ادائیگی کے بعد سحری، اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد احباب آرام کے لیے لیٹ جاتے۔

حضرات مشائخ رائے پور کا قرآن عظیم کے ساتھ تعلق آج موجود تاریخ کا ایک روشن ترین باب ہے۔ ان کے ہاں تلاوت کی کثرت اور قرآن کا سننا ایک بہت ہی امتیازی معمول رہا ہے۔ اس دفعہ بھی رمضان المبارک میں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہ کو نمازِ تراویح میں حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر مدظلہ، نمازِ تہجد میں مولانا قاری محمد عثمان اور نمازِ مغرب کے بعد اوّابین میں مولانا راؤ عبیداللہ نے قرآن پاک سنانے کی سعادت حاصل کی۔ تراویح میں سنائے گئے قرآن پاک کی تکمیل ستائیس ویں شب رمضان المبارک کو ہوئی، جس میں ملک بھر سے خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے متعلقین نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ جب کہ اوّابین میں سنائے گئے قرآن پاک کی تکمیل اٹھائیس ویں شب کو ہوئی۔ اور تہجد میں سنائے گئے قرآن پاک کی تکمیل انتیس ویں شب کو ہوئی۔ تکمیل قرآن پاک کی روح پرور تقاریب میں حضرت اقدس آزاد رائے پوری مدظلہ کے علاوہ سرپرست ادارہ رحیمیہ حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن مدظلہ، صدر ادارہ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین نعمانی مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مدظلہ کے خصوصی خطابات ہوئے، جن میں قرآن پاک اور رمضان المبارک ہم سے اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے کے لیے کیا تقاضا کرتا ہے اور ایک انسانی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لیے ہم پر کیا ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اور ہمیں اپنے ایام و شہور کو کس طرح بسر کرنا ہے، اس پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی۔

اسی طرح ادارہ رحیمیہ کے سرپرست حضرت مفتی سعید الرحمٰن مدظلہ رحیمیہ کیمپس

ملتان میں تراویح میں پڑھے گئے پارے کا روزانہ تفسیری خلاصہ بیان کرتے رہے، جسے انٹرنیٹ کے ذریعے ملک بھر کے تمام اہم شہروں میں احباب براہِ راست سنتے رہے اور قرآنی علوم وافکار سے مستفید ہوتے رہے۔

اس طرح سے اللہ تعالیٰ کا یہ مہمان مہینہ رمضان المبارک اپنی رحمتوں کو لیے ہوئے ہم سے رخصت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان رحمتوں اور برکتوں کو اپنی زندگیوں میں دائمی آباد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ: تبصرۂ کتب

حضرت مدظلہٗ نے زیرِتبصرہ 720 صفحات کی ضخیم کتاب میں سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کے مشائخ کا مختصراً، حضرت عالی شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کا تفصیلاً، حالات و واقعات پر مشتمل موتیوں کو تحریر کی لڑی میں پرو کر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ جب کہ حضرت مولانا مفتی مظفر حسین مظاہریؒ (ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور)، مفتی افتخار الحسن کاندھلوی (خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ)، مولانا محمد طلحہ کاندھلوی (خلف الرشید حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ) اور مفتی ڈاکٹر سعید الرحمٰن مدظلہم (خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ) کی حسین آرا سے اس سوانحی واصلاحی نصاب کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس کتاب پر تبصرہ کرنا بندۂ عاجز اپنے لیے انتہائی گراں سمجھتا ہے اور اس پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ تحریر کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف سمجھتا ہے۔ یہ قابلِ کشش کتاب؛ حسین، پاک دامنی اور کامیاب حیات کے لیے بہترین گلدستہ ہے۔

(ماہنامہ صدائے فاروقیہ، شجاع آباد، شعبان رمضان ۱۴۳۸ھ/ مئی جون 2017ء)

بقیہ: تأثرات

جس طرح تم لوگ عرسوں پر آتے ہو، وہ عرسوں پر تو نہیں آیا کرتے تھے اور نہ ہی قوالی سنا کرتے تھے، لیکن ان کی مجلس میں غیر مسلموں کے دلوں پر بھی وہ شانتی اور سرور پیدا ہوتے تھے، جو شاید ہی کہیں دیکھے ہوں۔ ان کے لبوں سے پھول جھڑتے تھے۔ صحیح معنوں میں وہ پرماتما کے ایک پہنچے ہوئے رشی تھے۔

ڈیڑھ ماہ قبل جب وہ سہارن پور سے لاہور بیماری کی حالت میں پاکستان کے سفر کے لیے روانہ ہوئے تو میں انھیں الوداع اور پرنام کرنے گیا تھا۔ آہ! یہ آخری درشن تھے، جو انھوں نے مجھے دیے۔ کاش ان جیسا پوتر منش (پاک انسان) اسی دھرتی پر یعنی رائے پور ضلع سہارن پور میں ہی سرگباش (جنت میں داخل) ہوتا! پرماتما انھیں شانتی بخشے۔ اگر تمھیں موقع ملے تو ان کی قبر پر پہنچ کر میرا اسلام اور پرارتھنا عرض کرنا۔''

اتنے الفاظ کہہ کر وہ ہندو آفیسر تو چلا گیا، لیکن مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال گیا۔

(جنگ، راولپنڈی)

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از حضرت مفتی عبدالقدیر شعبۂ دارالافتا ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

سوال کیا حج بدل کے ارادے سے حج کے لیے جانے والے شخص کے لیے پہلے اپنا فریضۂ حج ادا کیا ہوا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب حج بدل کے لیے ایسے شخص کو بھیجنا افضل ہے، جو پہلے اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو۔ لیکن اگر ایسا شخص حج بدل کے لیے جائے، جس نے اپنا حج نہیں کیا، تب بھی حج بدل ادا ہو جاتا ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے۔

سوال کسی صاحبِ استطاعت پر حج فرض ہو گیا۔ وہ خود اپنا حج کرنے کے بجائے حج بدل کے لیے جاتا ہے۔ تو کیا اس کا یہ حج بدل ادا ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب جب نیت حج بدل کی کی ہے تو وہ حج بدل ہوگا۔ البتہ اپنا حج ادا نہ کرنا اور حج بدل کے لیے چلے جانا اس کے لیے مکروہ ہے۔

سوال مشہور یہ ہے کہ اگر غیر استطاعت رکھنے والا شخص جس نے پہلا اپنا حج نہ کیا ہو، اگر دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اس پر اپنا حج فرض ہو جائے گا۔ کیوں کہ وہ حرم مکہ میں پہنچ گیا یا کم از کم آئندہ سال اس پر حج فرض ہو جائے گا۔ لہٰذا استطاعت نہ رکھنے والے غیر حاجی کو حج بدل کے لیے جانا مکروہ ہے؟

جواب حنفیہ کے نزدیک حج کی استطاعت نہ رکھنے والا شخص بلا کراہت حج کے لیے جا سکتا ہے۔ اس پر آئندہ اپنا حج تب فرض ہوگا، جب خود زاد و راحلہ (اپنا سفرِ خرچ اور کرایہ اور دورانِ سفرِ حج پیچھے اپنے بال بچوں کا خرچہ دینے) کی استطاعت میسر ہو۔

سوال علما میں مشہور یہ ہے کہ جو شخص حج بدل کے لیے جائے تو اس کے لیے میقات سے ہی حج بدل کی نیت سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ حجِ بدل کرنے والے کے لیے تمتع اور قِران کی نیت کسی صورت جائز نہیں۔ شریعت کی رُو سے اس مسئلے کی تحقیق مطلوب ہے۔ اگر حج بدل کرنے والے نے تمتع یا قران کر لیا تو کیا حج بدل ادا ہو جائے گا؟ اگر تمتع اور قران جائز ہے تو کس صورت میں اور دمِ تمتع یا قران کس کے ذمہ ہوگا؟

جواب مفتی اعظم ہند و پاک حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے ''کفایت المفتی'' میں اس مسئلے کی تحقیق میں جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اگر حجِ بدل کرانے والے نے صرف حج بدل کی اجازت دی ہو اور تمتع کی صراحتاً اجازت نہ دی ہو تو اُس کی طرف سے حج کرنے والا حجِ اِفراد کرے گا۔ حجِ تمتع اور قِران نہیں کر سکتا، اگر کر لے گا تو ضامن ہوگا۔ یہ حج جو تمتع کے ساتھ کیا ہے، آمر کی طرف سے واقع نہیں ہوگا۔ اور فقہا کے مشہور مسئلے کی یہی مراد ہے۔ اگر حج بدل کرنے والا حج کرانے والے کی اجازت سے حجِ قِران یا حجِ تمتع کر لے تو بلاشبہ جائز ہے۔ ایسی صورت میں دمِ تمتع اور دمِ قران خود اس کے ذمے ہے۔ حجِ بدل کرانے والے کے ذمے نہیں۔

(تمام مسائل کے جوابات کے لیے ملاحظہ ہو: کفایت المفتی، ص 323 تا 325، جلد چہارم)

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع وناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہ نامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ لاہور سے جاری کیا۔